یادگار اسلاف

سلسلہ نسب

مرتبہ: خدا بخش اعوان

کھبیکی وادی سون سکیسر

"یادگارِ اسلاف"

سلسلۂ نَسب

مُرتّبہ :- خدابخش اعوان کھبکی

شجرے کی اہمیت

موجودہ زمانے میں ایسے آدمی بکثرت ملتے ہیں۔ جو تین چار پشتوں سے اُوپر اپنے آباء و اجداد کا حال تو درکنار۔ نام تک نہیں جانتے۔ ہمیں اپنے جدی میراثیوں کا شکرگذار ہونا چاہیئے۔ جن کی مساعی سے ہمارے نسب نامے محفوظ چلے آرہے ہیں۔ آج ہم اپنے میراثیوں کو بے قدری کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی کاوشوں سے ہمارے آباء و اجداد کے اسمائے گرامی ہم تک پہنچے۔ اِن لوگوں نے ہمارے نسب نامے (شجرے) اُس زمانہ میں مرتب کئے۔ جبکہ اُنہیں محفوظ رکھنے کا کوئی اور ذریعہ ہی نہ تھا۔

ہمارے میراثیوں کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے شجرے اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔ گو اُنہیں دیمک چاٹ رہی ہے۔ (بلوچ میراثی کے گھر پر میں نے جو شجرہ دیکھا۔ اُس کے ایک کنارے پر دیمک لگ چکی تھی۔) کوئی آدمی ان شجروں سے دلچسپی نہیں رکھتا۔ میراثیوں کو اُن کا "حق الخدمت" نہیں ملتا۔ اِس لئے وہ بد دل ہو چکے ہیں۔ اور شجروں کو بدستور جاری رکھنے میں اُنہیں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

ادھر موجودہ نسلیں اپنے باپ اور دادا کا نام جاننا ہی کافی سمجھتی ہیں۔ اس سے
آگے کچھ جاننے کی اُنہیں خواہش ہی نہیں رہی ۔

شجرۂ نسب بہت کارآمد اور مفید چیز ہے۔ شجرے سے ہمیں اپنے اسلاف کا پتہ
چلتا ہے۔ اپنے رشتوں اور برادری سے آگاہی ہوتی ہے۔ قرابت داروں سے باخبر ہو کر ہم میں ایک خون
کا احساس جاگ اُٹھتا ہے۔ یہ جان کر کہ ہم ایک باپ کی اولاد ہیں۔ ہماری باہمی رنجشیں دشمنی کی صورت
اختیار نہیں کر پاتیں ۔

اے کاش! ہم اپنے اسلاف کے خون کی قدر کر سکیں۔ جو ہم سب کی رگوں میں
رواں ہے۔ ہم سب ایک ہیں۔ خدا ہمیں متفق ہونے کی توفیق بخشے ۔

ہمیں اپنے میراثیوں کی بھی قدر اور حوصلہ افزائی کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ ہماری گذشتہ
و آئندہ نسلوں کے نام محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے اہم واقعات بھی لکھتے رہا کریں۔
یہ حقیقتاً بہت بڑا کام ہے۔ ڈھول بجانے سے بہت بڑا۔ بدقسمتی سے ہمارے میراثی ماحول اور
"زمانۂ حال" سے مجبور ہو کر صرف ڈھول بجانا ہی اپنا فرض سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ کبھی اُنہیں

خاندانی اور موروثی مؤرخ کا مقام حاصل تھا ۔

میں اعوان برادری اور قطب شاہی میراثیوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ دونو اقوام
اپنی کھوئی ہوئی منزلوں کو پانے کی کوشش کریں۔ قطب شاہی اعوان اگر اپنی تاریخ اور اپنے
نام زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں بہر حال اپنے میراثیوں سے تعاون کرنا چاہیے ۔

قطب شاہ عرف عون

نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے آباء و اجداد کے حالاتِ زندگی پر تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ سوائے چند زبانی روایتوں کے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔ تاریخ سے صرف اس قدر پتہ چلتا ہے۔ کہ اب سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کوہستانِ نمک ٹیکسلا کے راجاؤں کے ماتحت تھا۔ یہاں بدھ مت کے پیرو آباد تھے۔ بدھوں کی قبریں (مڑھیاں) اس علاقہ میں آج تک موجود ہیں۔

محمد غوری کے عہدِ حکومت میں یہاں گکھڑوں کی قوم آباد تھی۔ جو غالباً ہندو راجاؤں کی اولاد تھی۔ محمد غوری ہی کے عہد میں ان گکھڑوں نے علمِ بغاوت بلند کیا۔ باغیوں کی سرکوبی کے لئے محمد غوری غزنی سے چلا۔ اور بغاوتوں کو فرو کرتا ہوا ۱۲۰۶ء میں لاہور پہنچا۔ اسی سال جب وہ واپس غزنی جا رہا تھا۔ تو گکھڑوں نے اسے دھوکے سے شہید کر دیا۔

۱۲۳۵-۳۶ء میں شمس الدین التمش کے عہدِ حکومت میں گکھڑوں نے پھر بغاوت کر دی۔ التمش بذاتِ خود دہلی سے ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن لاہور

پہنچ کر بیمار ہوگیا۔ اس لئے اسے لاہور سے ہی واپس ہونا پڑا۔

اس سے آگے تاریخ خاموش ہے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اعوان قوم کا مورثِ اعلیٰ قطب شاہ عون کوہستانِ نمک کے مغربی حصے "سون سکیسر" میں آکر آباد ہوا تھا۔ کہاں سے آیا۔ کب آیا۔ اور کس مقام پر آباد ہوا۔ یہ سوال حل طلب ہے۔ زبانی روایات جو سننے میں آتی ہیں۔ ان میں کافی تضاد پایا جاتا ہے۔ اور ان کی کوئی سند نہیں ملتی۔

قطب شاہ کی اولاد پہلے پہل اسی خطہ سون سکیسر میں پھیلی۔ اور قطب شاہ کے لقب عون کی رعایت سے اعوان کہلانے لگی۔ اور کچھ مدت کے بعد پورے کوہستانِ نمک پر ان کا تسلط ہوگیا۔ جو سکھوں کے عہدِ حکومت تک قائم رہا۔

باقی قوموں کی طرح اعوان بھی نقلِ مکانی کرتے رہے۔ اس لئے وہ سابق پنجاب کے تقریباً ہر ضلع میں کم و بیش موجود تھے۔ ضلع ہوشیارپور۔ فیروزپور اور جالندھر میں اعوانوں کی مخصوص بستیاں آباد تھیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ لوگ ہجرت کر کے پھر اپنے اصل وطن پاکستان میں آگئے۔

اعوان قوم کا اصل مرکز کوہستانِ نمک کی وادیاں خصوصاً وادئ سون سکیسر ہے جسے علاقہ اعوان کاری بھی کہتے ہیں۔

گوہر شاہ عرف دادا گورڑا

خوشاب سے ۱۲ میل شمال کی طرف ایک مقام نُورے والا ہے۔ کسی زمانہ میں — (غالباً سنہ ۱۹۲۷ء سے پہلے) خوشاب سے صرف نُورلوالہ تک ہی پختہ سڑک تھی۔ نورلوالہ کوہستانِ نمک کے دامن میں کُنڈ گاؤں کے قریب واقع ہے۔ یہ سڑک کے کنارے ایک پڑاؤ ہے۔

اب تو خوشاب سے دو سڑکیں نکل چکی ہیں۔ جو براستہ نوشہرہ اور براستہ کھڈ سگرال کوہستانِ نمک کو عبور کر کے راولپنڈی اور چکوال تک پہنچتی ہیں۔ لیکن سنہ ۱۹۲۷ء سے پہلے لوگ نُورے والا یا دامنِ کوہ کے دوسرے مقامات سے پیدل یا اُونٹوں وغیرہ پر چڑھائیاں چڑھا کرتے تھے۔ علاقہ سون سکیسر میں واقع مواضعات (نوشہرہ۔ کھُوڑا۔ اچھالی۔ کھبکی وغیرہ) میں پہنچنے کے لئے نُورلوالہ سے تقریباً پانچ میل چڑھائی چڑھنا پڑتی ہے۔ اس چڑھائی کا نام "کُنڈ والی پڑھی" مشہور ہے۔ یہ سینکڑوں برس پرانا راستہ آج بھی موجود ہے۔ اور اس پر پیدل آدمیوں اور باربرداری کے جانوروں کی آمد و رفت بدستور جاری ہے۔

سنہ ۱۹۲۷ء میں نُورلوالہ سے ایک پختہ سڑک نکالی گئی۔ جو گیارہ میل چڑھائی چڑھ کر

کھوائی تک پہنچتی ہے۔ نئی سڑک پرانے رستے کے مشرق سے گذرتی ہے۔ دامانِ کوہ سے یہ دونو راستے ایک ساتھ چڑھتے ہیں۔ اور بڑے چکروں اور فاصلوں کے بعد چوٹی پر پھر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ جس چوٹی پر سڑک اور پرانا راستہ ملتے ہیں۔ اُس جگہ کا نام "دادا گورڑہ" مشہور ہے۔ اِس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ گوہر شاہ عرف گورڑہ جو قطب شاہ کے بیٹوں میں سے ایک تھا۔ کسی وقت خوشاب سے آتے ہوئے چڑھائی چڑھ کر اِس چوٹی پر سستانے کے لئے بیٹھا رہا تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹوں پوتوں نے اِس جگہ پر یادگار کے طور پر پتھروں کا ڈھیر لگا دیا۔ کافی مدت تک آتے جاتے لوگ اِس ڈھیر میں اضافہ کرتے رہے اِس جگہ کا نام ہی "دادا گورڑہ" پڑ گیا۔ جو آجتک مشہور ہے۔ اور پتھروں کا وہ ڈھیر بھی موجود ہے۔ جسے مقامی بولی میں "چُورا" کہتے ہیں۔

کھبکی

موضع کھبکی وادئ سون سکیسر کے دیہاتوں میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

یہ موضع سون سکیسر کے مشہور قصبہ نوشہرہ سے سڑک کے راستے سات میل شمال مشرق کو واقع ہے۔ (کھبکی سے نوشہرہ کو پیدل راستہ براستہ اُچھالہ چار یا پانچ میل ہے)۔ کھبکی بذریعہ سڑک مغرب کو نوشہرہ اور خوشاب سے ملا ہوا ہے۔ اور مشرق کی طرف جابہ۔ پیل۔ چکوال۔ کٹھہ۔ راولپنڈی وغیرہ سے۔

یہاں کی جھیل مشہور ہے۔

قطب شاہ کی پانچویں پُشت میں "مدھو" ہوا ہے۔ جس نے کھبکی گاؤں کی بنیاد رکھی تھی۔ زمانے کے ساتھ ساتھ کھبکی کا محلِ وقوع بھی تبدیل ہوتا رہا۔ جس جگہ اب کھبکی آباد ہے۔ یہ اس کی تیسری یا چوتھی منتقلی ہے۔ پرانی کھبکی کے آثار شمال کی طرف "الھوڑہ" اور جنوب کی طرف سوڈھی والے راستے کے آس پاس موجود ہیں۔ موجودہ کھبکی کی جگہ کبھی "حرملوں والی جاہڑی" کے نام سے مشہور تھی۔ کیونکہ یہاں کافی تعداد میں حرمل اُگتے تھے۔

کھبکی جس وادی میں واقع ہے۔ اس کے شمال اور جنوب کی طرف شرقاً غرباً پہاڑیاں

پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ وادی شرقاً غرباً تقریباً آٹھ میل لمبی اور جنوباً شمالاً ½ میل اوسطاً چوڑی ہے۔ کھبکی اس وادی کے عین وسط میں آباد ہے۔ شمال کی طرف بڑی وسیع و عریض سطحِ مرتفع پھیلی ہوئی ہے۔ جسے بجّون کہتے ہیں۔ اس میں تھوڑے تھوڑے فاصلوں پر ڈھوکیں آباد ہیں۔ یہ ڈھوکیں اور بجّون کی مزروعہ زمینیں سب کھبکی والوں کی ہیں۔ کھبکی کی حدود مغرب میں مردوال تک اور مشرق میں جابہ تک جا پہنچتی ہیں۔ اسی طرح شمال میں تھوہا محرم خان اور جینیجی (ضلع کیمل پور) اور جنوب میں سوڈھی کی حدود سے جا ملتی ہیں۔ بجّون کے مشرق اور شمال کی طرف مختلف پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو محکمۂ جنگلات کی زیرِ نگرانی ہیں۔ مقامی بولی میں ان جنگلات کو کُھدر کہتے ہیں۔ کھدر کے خاتمہ پر شمال کی طرف ضلع کیمل پور شروع ہو جاتا ہے۔

کھبکی سے پانچ میل شمال کو جائیں تو ضلع کیمل پور کی حد ملتی ہے۔

کھبکی سے ۱۸ میل مشرق کو جائیں تو ضلع جہلم کی حد ملتی ہے۔

کھبکی سے ۱۰ میل مغرب کو جائیں تو ضلع میانوالی کی حد ملتی ہے۔

کھبکی سے جنوب کی طرف ۴۲ میل بذریعہ پختہ سڑک اور ۳۰ میل براستہ پیدل راہ خوشاب ہے۔

قطب شاہ کی تیرھویں[13] پشت میں جھام ہوا ہے۔ جس کے متعلق ایک روایت مشہور ہے کہ جھام بہت چھوٹی عمر میں باتیں کرنے لگا تھا۔ اُس کی ماں اِس قدر خوفزدہ ہوئی۔ کہ اُسے کھدر میں بر سرِ راہ ایک ڈھیی (پہاڑی) پر ڈال دیا۔ کسی رہگیر کی نظر جھام پر پڑ گئی۔ اُس نے اُسے اُٹھا لیا۔ چھ سات ماہ کے بچہ نے جب اُسے اپنے والدین اور گھر کا پتہ بتایا۔ تو رہگیر نے بھی خوفزدہ ہو کر اُسے وہیں رکھ دیا۔ لیکن رہگیر نے اتنا کام کیا کہ جھام کے باپ نڈھا کو اطلاع کر دی۔ نڈھا کو جب معلوم ہوا۔ کہ اس کی بیوی بچے کو آسیب زدہ سمجھ کر پہاڑی پر ڈال آئی ہے۔ تو وہ خود جا کر بچے کو گھر اُٹھا لایا۔ اور گھر پہنچ کر مسکرا کر یہ ضرب المثل کہی۔ جو آج تک زبان زدِ خاص و عام ہے۔ "آپنیاں کوڑ متیں جھام ڈھیاں تے سٹیندا" - یعنی اپنی غلطیوں کے باعث جھام پہاڑیوں پر پھینکا گیا۔ اپنی غلطی یہ تھی کہ جھام شیر خوارگی میں ہی باتیں کرنے لگا تھا۔

اُسی دن سے اِس پہاڑی کا نام "جھامے والی ڈھیی" پڑ گیا۔

جھامے والی ڈھیی سے مشرق کی طرف ایک اور پہاڑی ہے۔ جو موروثی والا کے نام سے مشہور ہے۔ اِس پہاڑی پر موروثی کی قبر آج تک موجود ہے۔ موروثی قطب شاہ کی سترھویں[17]

پشت میں ہوا ہے۔ اہالیانِ کھبکی اُس کی قبر کو احتراماً لیپ پوت رکھتے ہیں۔

قطب شاہ کی تیئیسویں[23] پشت میں خان بلاقی اور دریا خان دو بھائی تھے۔ خان بلاقی صاحبِ اقتدار۔ سخت مزاج اور زمانہ ساز آدمی تھا۔ اُس کے برعکس دریا خان نرم دل سادہ لوح اور عبادت گذار تھا۔ خان بلاقی دریا خان کی سادہ لوحی اور بے نیازی سے بہت چڑتا تھا۔ اور اُسے تحقیر آمیز نظروں سے دیکھتا تھا۔

سردیوں کی ایک رات کا پچھلا پہر تھا۔ خان بلاقی تہجد پڑھنے کے لئے مسجد میں گیا۔ مسجد کے ایک گوشے میں اُس نے ایک کمبل پوش کو مصروفِ عبادت دیکھا۔ حیران ہوا۔ کہ اِس قدر سردی میں اِس وقت عبادت کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ کمبل پوش نے سلام پھیرا۔ تو خان بلاقی نے پوچھا۔ کون ہو تم۔ دریا خان منہ سے کچھ نہ بولا۔ چہرے سے کمبل ہٹا کر اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ خدا جانے اِس نگاہ میں کون سا راز پوشیدہ تھا۔ کہ بے اختیار بلاقی خان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ "تم عظیم ہو دریا خان! میں ہی غلطی پر تھا"۔

اُس دن سے خان بلاقی دریا خان کی عظمت کا معترف ہو گیا۔ اور اُسے عزت

و توقیر کی نظروں سے دیکھنے لگا۔

آج کھبکی میں نصف سے زیادہ آبادی دریا خان کی اولاد ہے۔ جو زیرِ نظر شجرے میں دکھائی گئی ہے۔ اِس کے علاوہ بُلقیال۔ رَجبال۔ سُکھال۔ لَدیال وغیرہ کئی وڑھیاں ہیں۔ جن کے نسب نامے موروثی۔ جھام۔ نوڑھا اور مُدھو پر جا کر مل جاتے ہیں۔

آئندہ صفحات میں جو شجرہ پیش کیا جا رہا ہے۔ اسے مُرتب کرنے میں میں نے —— ۱۔ بلوچ میراثی ۔ ۲۔ مواز میراثی اور ۳۔ دوست محمد وَسوال سے مدد لی ہے۔ سب سے زیادہ مدد مجھے دوست محمد وسوال سے ملی ہے۔ جسے تقریباً ہر وڑھی (قبیلہ) کے شجرے زبانی یاد ہیں۔ (دوست محمد وسوال دُرو کے رشتے سے میرا چچا ہے)

"میں اِن تینوں احباب کا شکرگزار ہوں"

نامو‌ں کا مسئلہ

قطب شاہ اور دریاخان کے درمیان شجرہ میں ہمیں بَدھو۔ مُدھو۔ تِرکھو۔ وِیتو۔ دَلّو۔ کِھلچی وغیرہ مُہمل قسم کے نام نظر آتے ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے آدمی تذبذب میں پڑ جاتا ہے۔ کہ قطب شاہ اور گوہر شاہ جیسے معقول ناموں کے فوراً بعد بُدھو۔ مُدھو اور تِرکھو قسم کے بے معنی نام کیوں آنے لگے۔

اِس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگلے زمانوں میں لوگ کِسی کو سیدھے نام سے نہیں پکارتے تھے۔ بلکہ ناموں کو بِگاڑ بِگاڑ کر اَیسے نام گھڑ لیتے تھے۔ جن کا اصلی ناموں سے دُور کا واسطہ بھی نہ رہتا تھا۔ جیسے گوہر شاہ سے گورڑا۔ اب ناواقف آدمی کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ گورڑا کا اصلی نام گوہر شاہ تھا۔

ناموں کو بِگاڑ کر پُکارنے کی بدعت آج بھی موجود ہے۔ اہالیانِ کھبکی اپنے ہی گاؤں میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں

(اگلے صفحہ پر)

اصلی نام	بگڑا ہوا نام	اصلی نام	بگڑا ہوا نام
برخوردار خان	بکھو	میاں محمد	منّا یا منو
سلطان سرخرو	سرکھو	غلام محمد	گاماں
سلطان محمود	مونوا	ذوالفقار	جلفہ
محمد اشرف	دشرو	فتح خان	پھتو
خیر محمد	کھیرو	نور خان	نوکھا
غلام مرتضیٰ	مرتو	دوست محمد	دوسا

اب کسی ناواقف آدمی سے پوچھیے۔ کہ بکھو۔ سرکھو۔ مونوا۔ دشرو وغیرہ ناموں کی اصلیت کیا ہے؟

ان معروضات کے بعد دریا خان کے دو بیٹوں اعظم خان اور عظمت خان کی اولادوں کے شجرے اگلے صفحات پر پیش کرتا ہوں۔ دریا خان کا تیسرا بیٹا برخوردار خان ہے جس کی اولاد بھی ماشاءاللہ موجود ہے اور خنال کے نام سے مشہور ہے لیکن چونکہ مجھے اس ورثہ کا شجرہ نہیں مل سکا۔ اس لیے اسے شامل کرنے سے قاصر رہا ہوں۔

"خدا بخش"

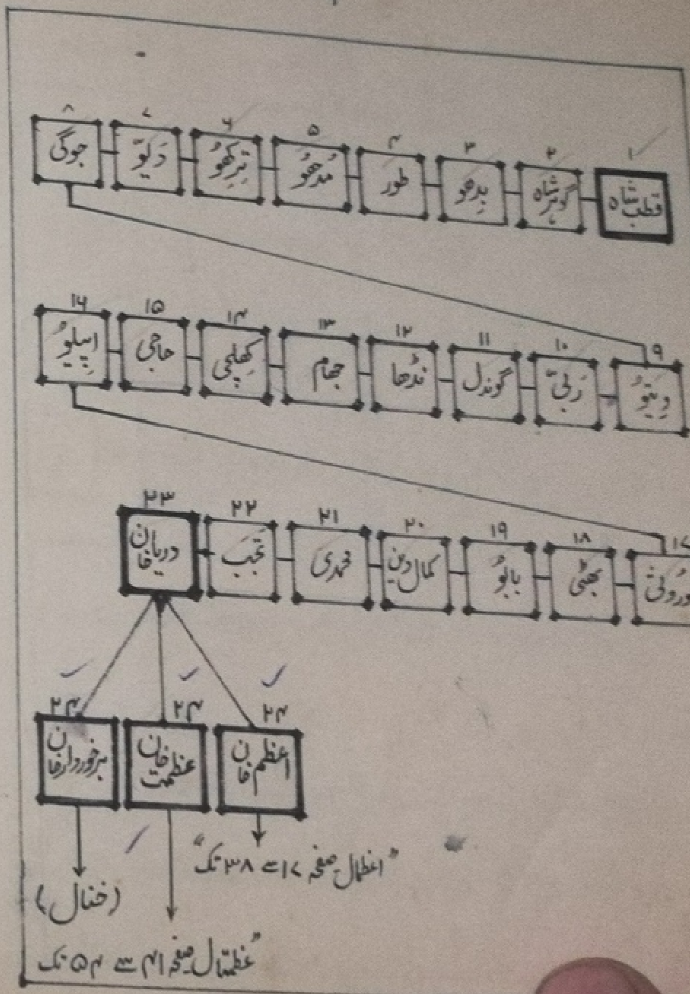

1 قطب شاہ
2 گوہر شاہ
3 بدھو
4 طور
5 مدھو
6 ترکھو
7 ڈلو
8 جوگی
9 دیتو
10 رتی
11 گوندل
12 نڈھا
13 جھام
14 کھلی
15 حاجی
16 اسپلو
17 موروتی
18 بھٹی
19 بابو
20 کمال دین
21 محمدی
22 تجب
23 دریا خان
24 اعظم خان
24 عظمت خان
24 برخوردار خان
"اعظمال صفحہ ۱۷ سے ۳۸ تک"
(خنال)
"عظمتال صفحہ ۴۱ سے ۴۵ تک"

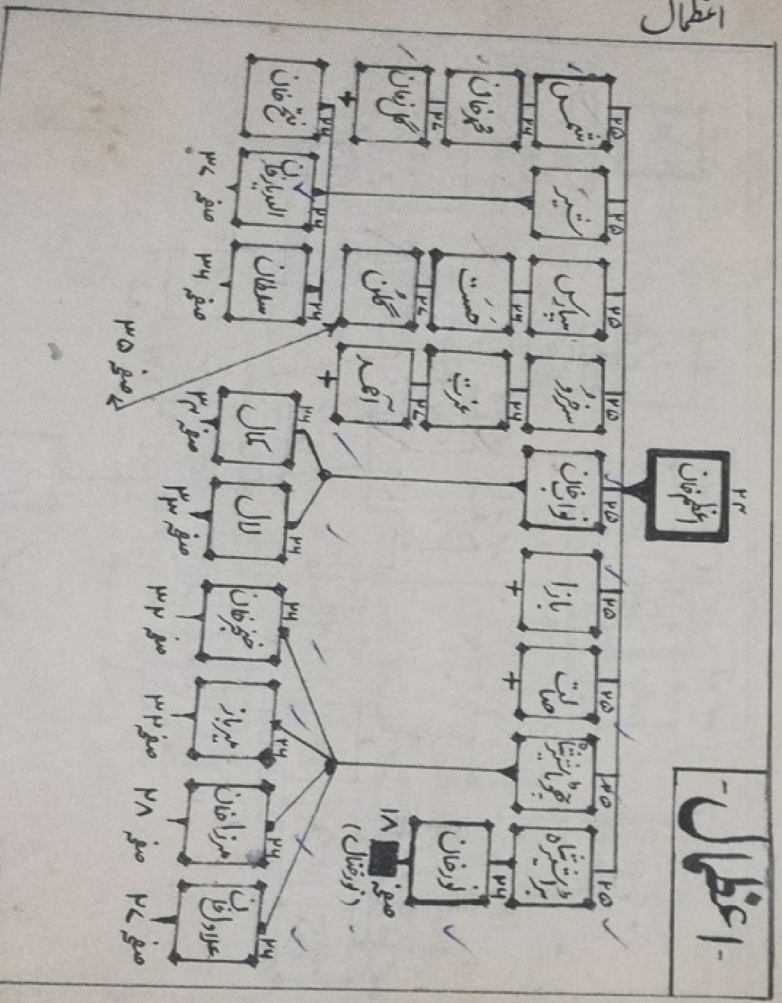

اعظمال-
اعظم خان
کمال
لال
سلطان
صفحہ ۳۵
صفحہ ۳۶
صفحہ ۳۸

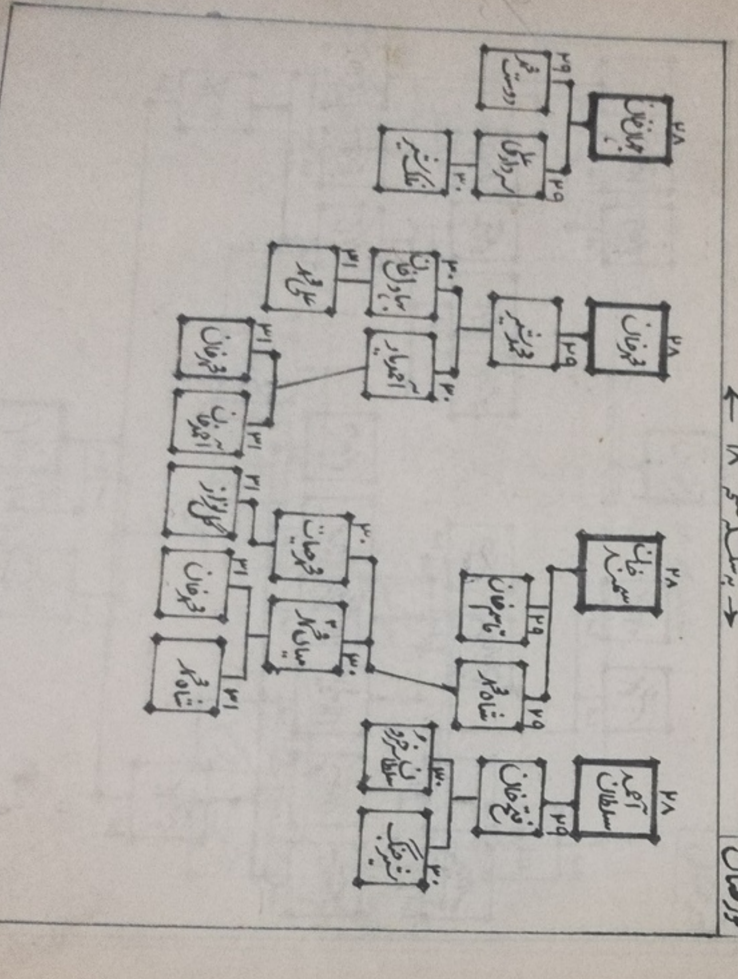

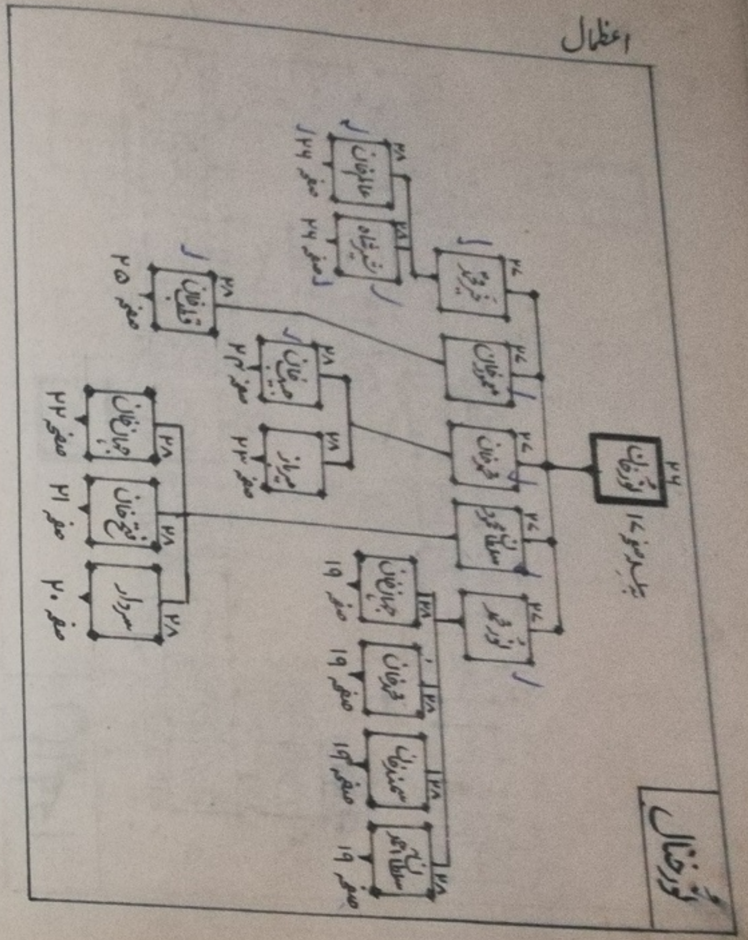

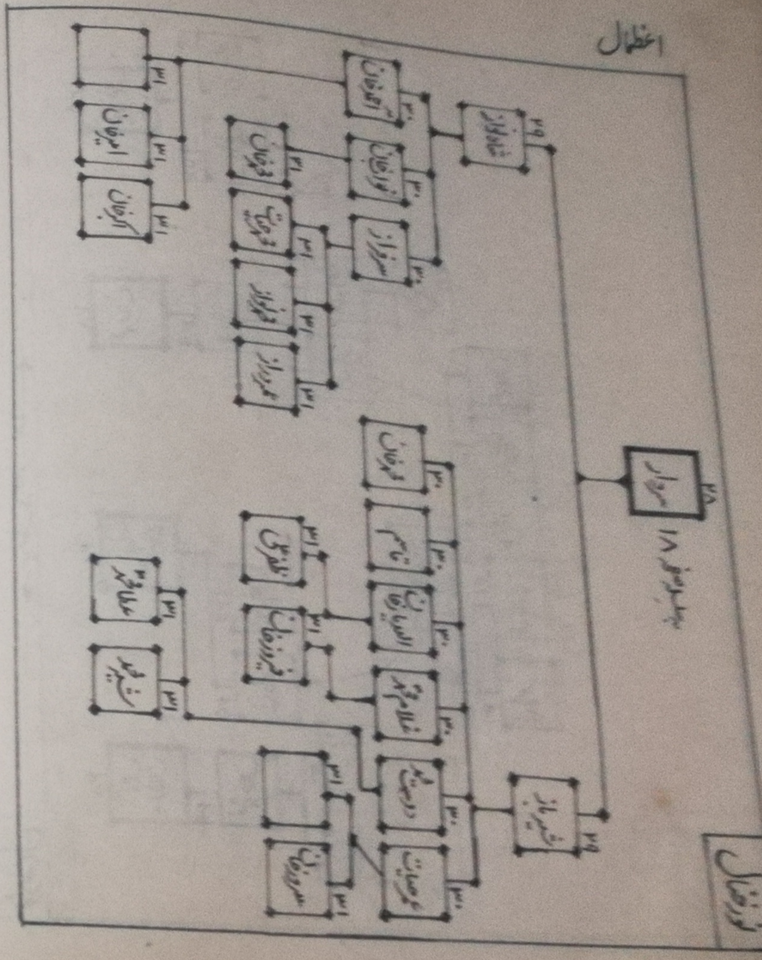

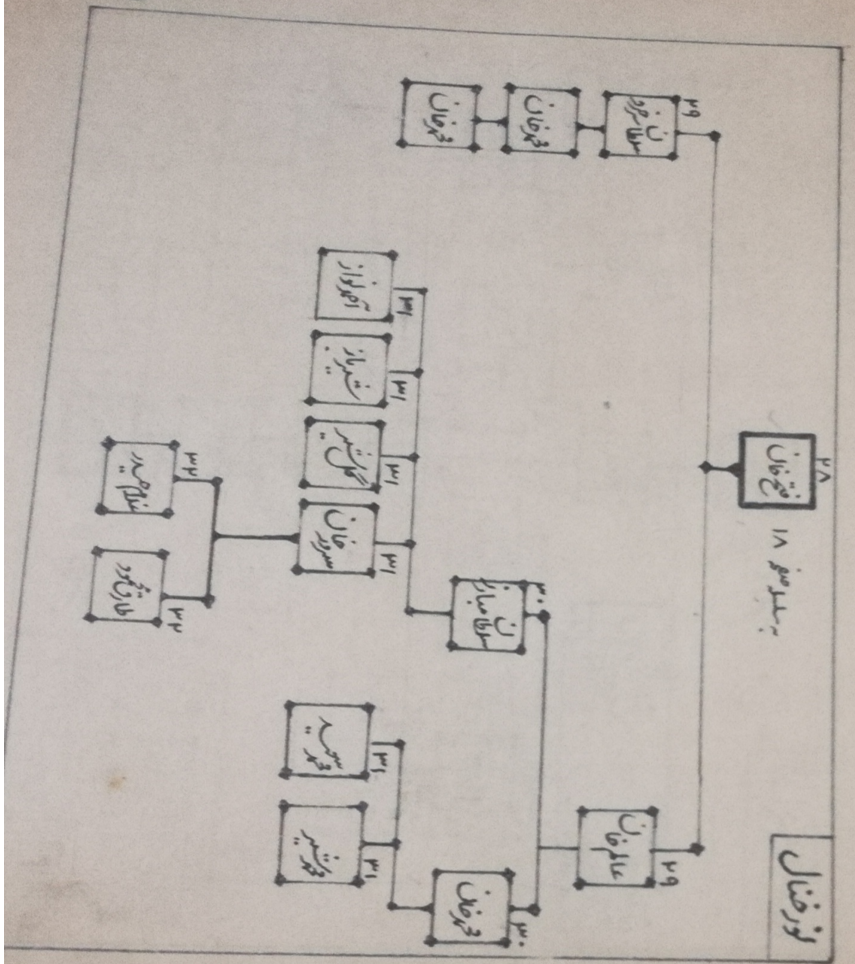

نورخنال

بہ سلسلہ صفحہ ۱۸

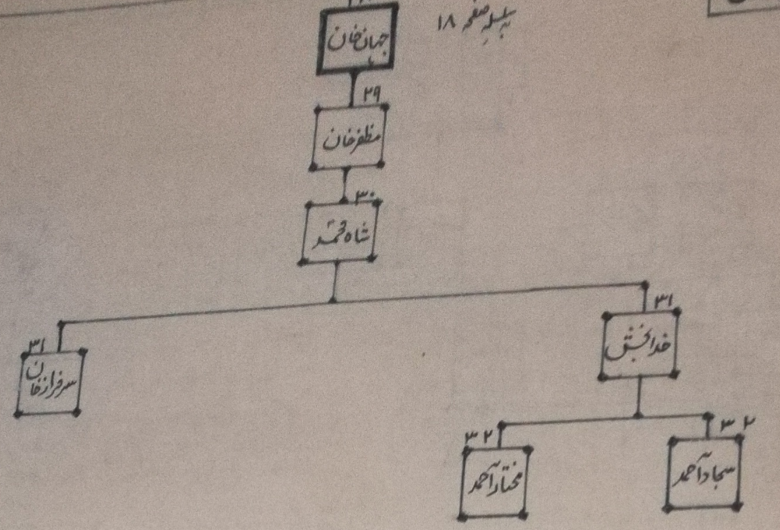

نورخنال (میرزال)

بہ سلسلہ صفحہ ۱۸

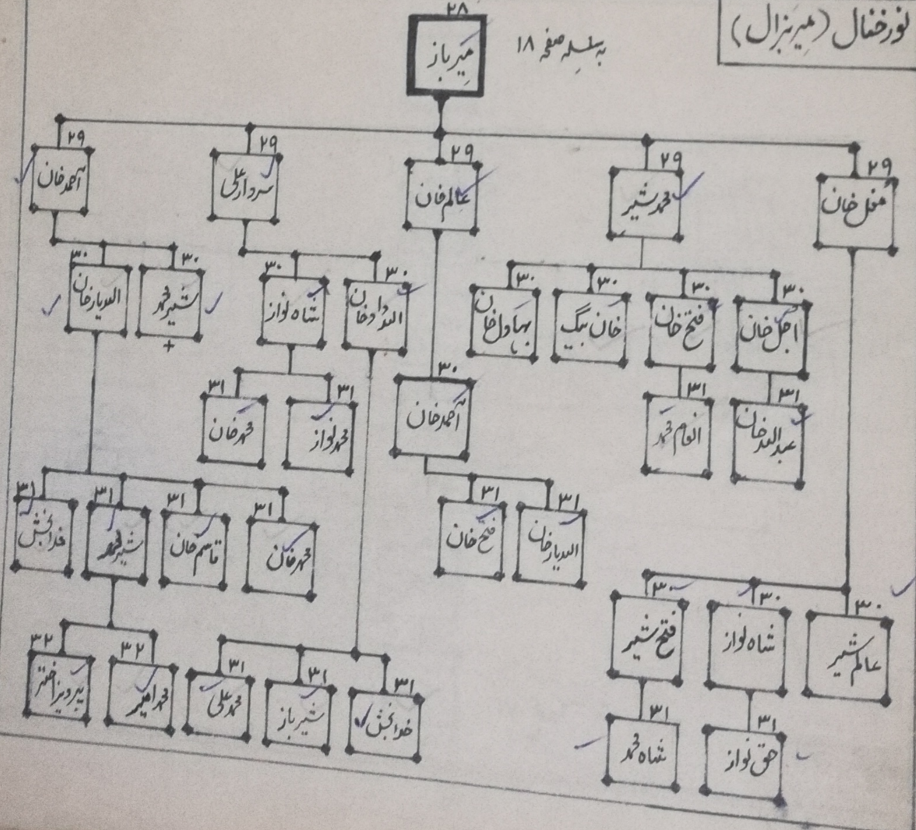

بہ سلسلہ صفحہ ۱۸

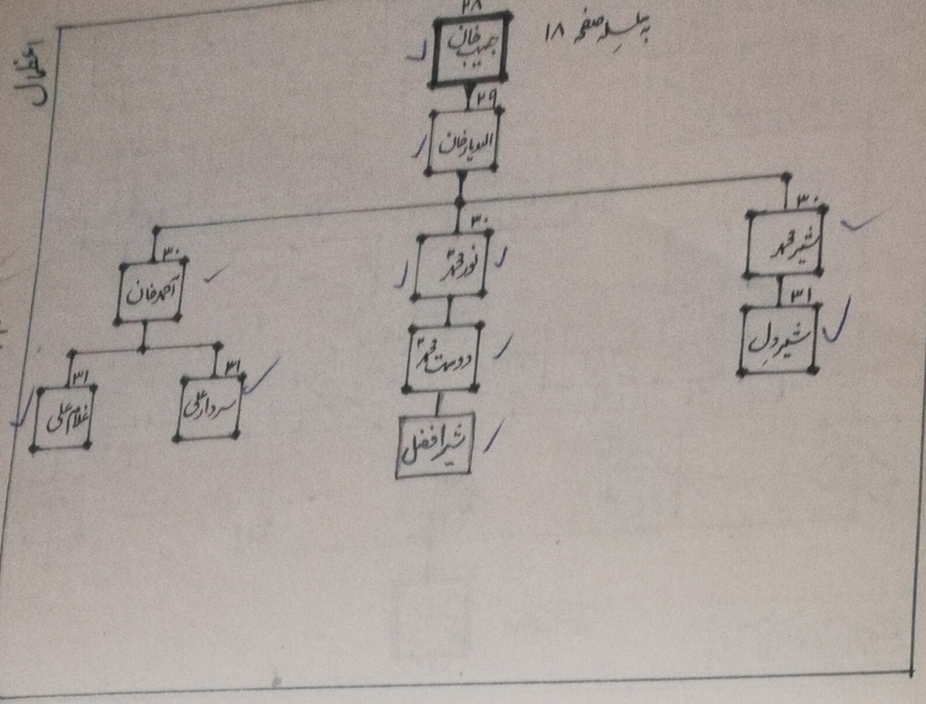

بہ سلسلہ صفحہ ۱۸

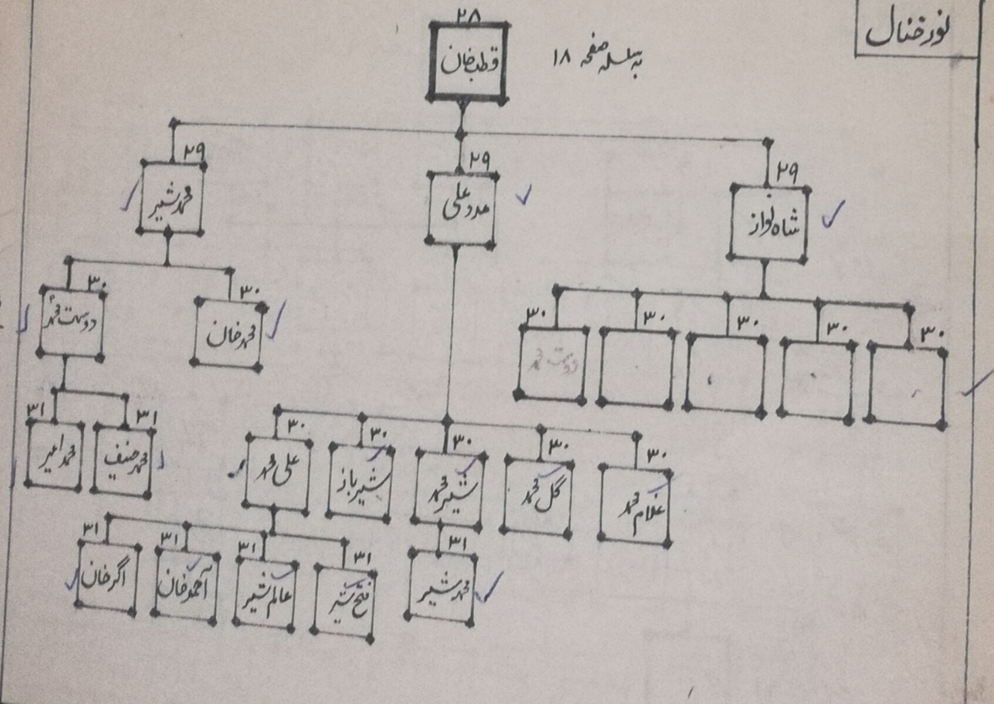

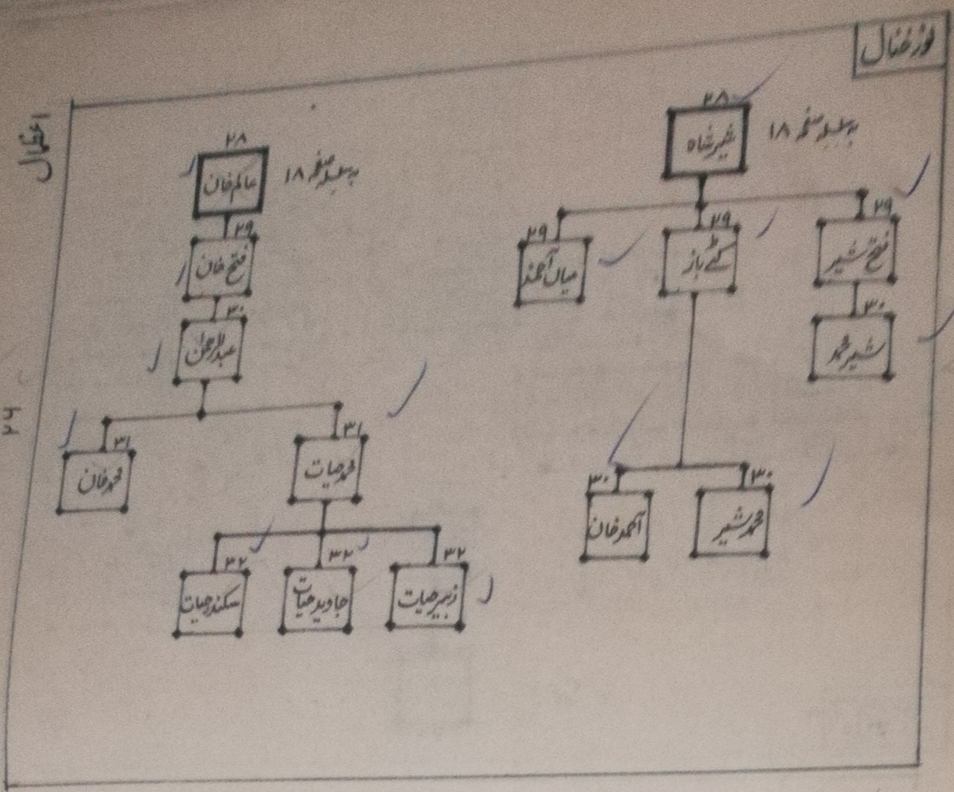
نوزخال
شیرشاہ ۲۸ بسلسلہ صفحہ ۱۸
فتح شیر ۲۹
شیر محمد ۳۰
کٹے باز ۲۹
میاں آگمند ۲۹
محمد شیر ۳۰
آگمد خان ۳۰
عالم خان ۲۸ بسلسلہ صفحہ ۱۸
فتح خان ۲۹
عبدالرحمان ۳۰
محمد حیات ۳۱
محمد خان ۳۱
زبیر حیات ۳۲
جاوید حیات ۳۲
سکندر حیات ۳۲

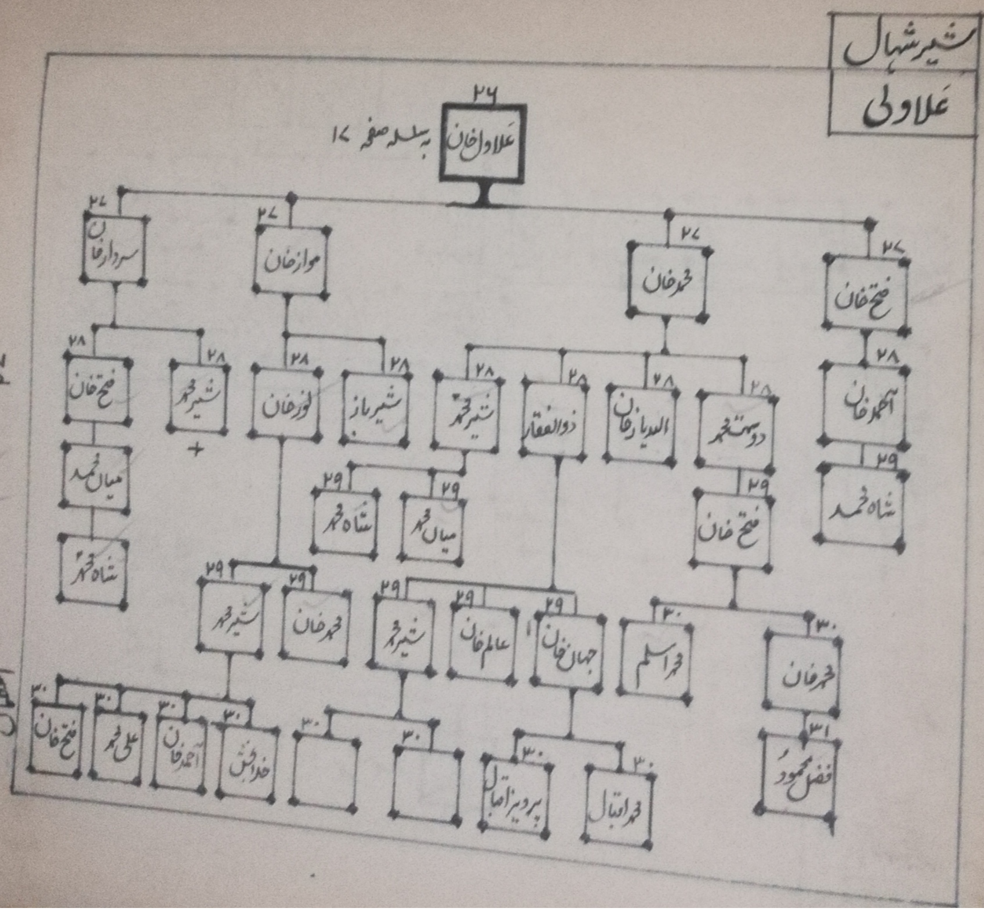
شیرشہال
علاولی
علاول خان ۲۶ بسلسلہ صفحہ ۱۷
فتح خان ۲۷
آگمد خان ۲۸
شاہ محمد ۲۹
محمد خان ۲۷
دوست محمد ۲۸
فتح خان ۲۹
محمد خان ۳۰
فضل محمود ۳۱
محمد اسلم ۳۰
الدیارخان ۲۸
ذوالفقار ۲۸
جہان خان ۲۹
محمد اقبال ۳۰
پرویز اقبال ۳۰
عالم خان ۲۹
شیر محمد ۲۹
شیر محمد ۲۸
میاں محمد ۲۹
شاہ محمد ۲۹
موازخان ۲۷
شیر باز ۲۸
نور خان ۲۸
محمد خان ۲۹
شیر محمد ۲۹
خدا بخش ۳۰
آگمد خان ۳۰
علی محمد ۳۰
فتح خان ۳۰
سردارخان ۲۷
شیر محمد ۲۸
فتح خان ۲۸
میاں محمد
شاہ محمد

شیر شمال
شیرابی

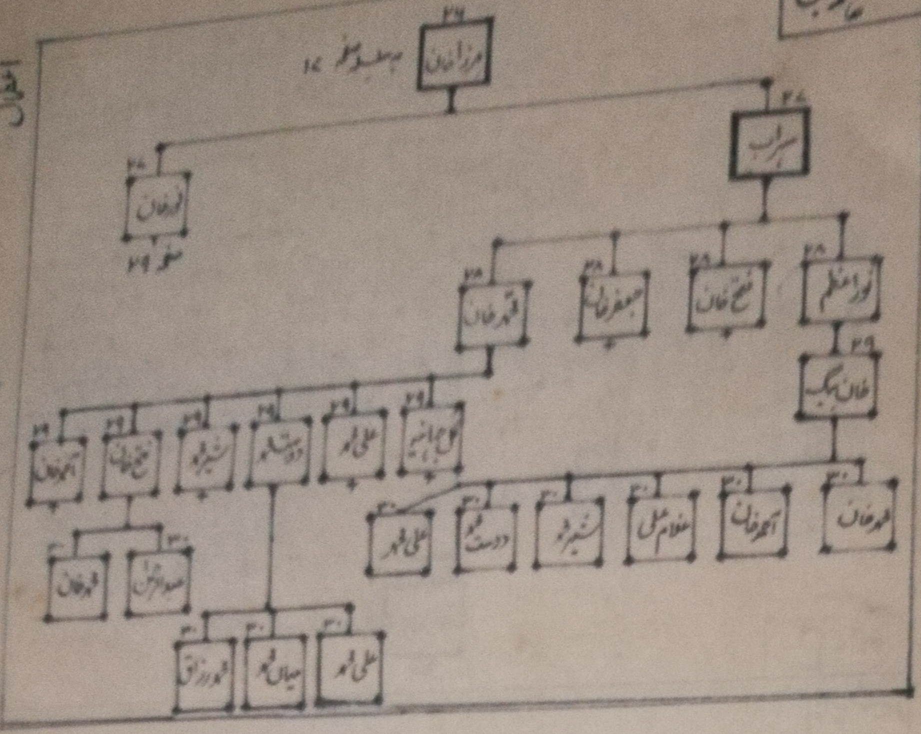

شیر شمال
"مقرب کے"
"مکھانے کے"

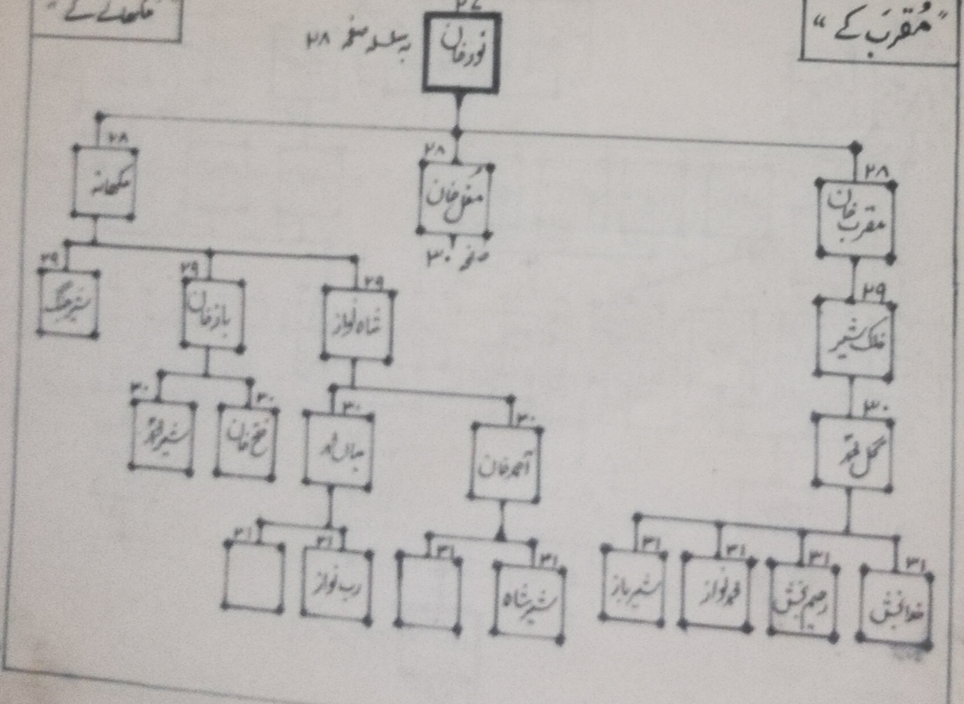

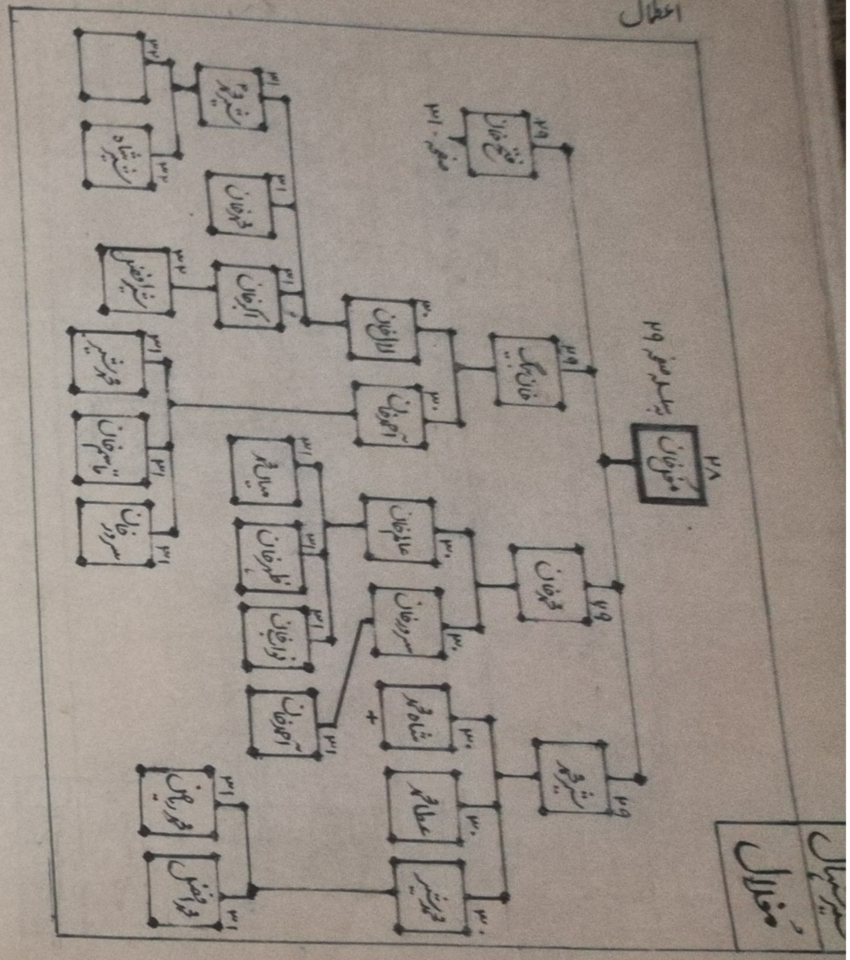

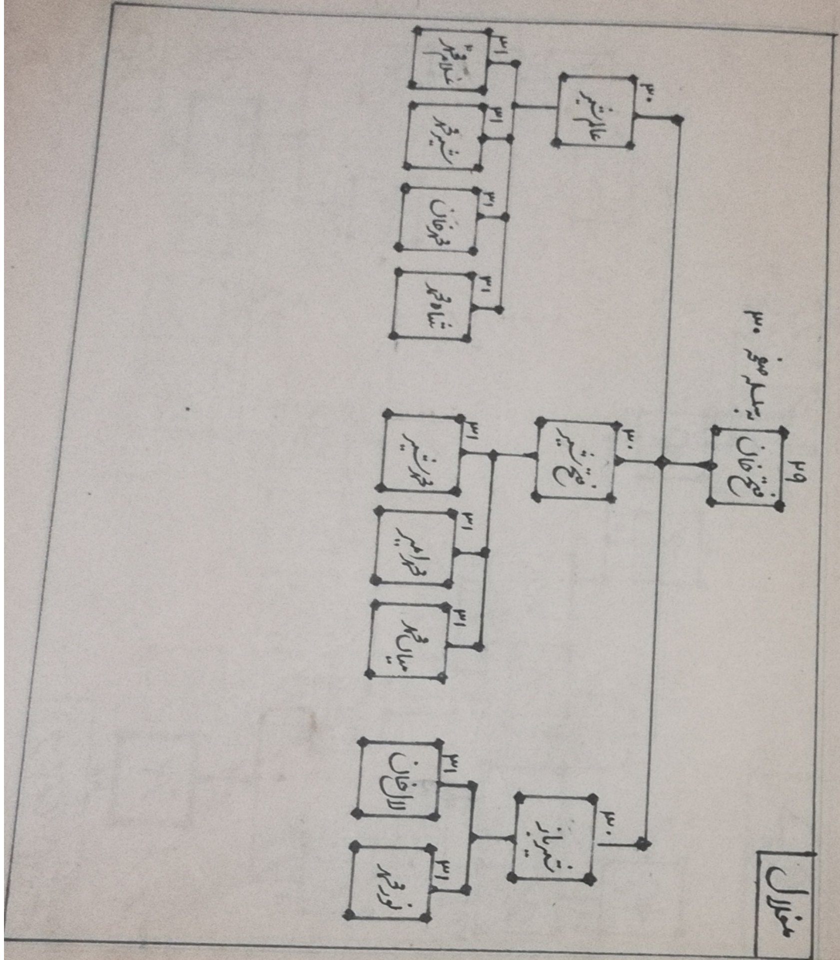

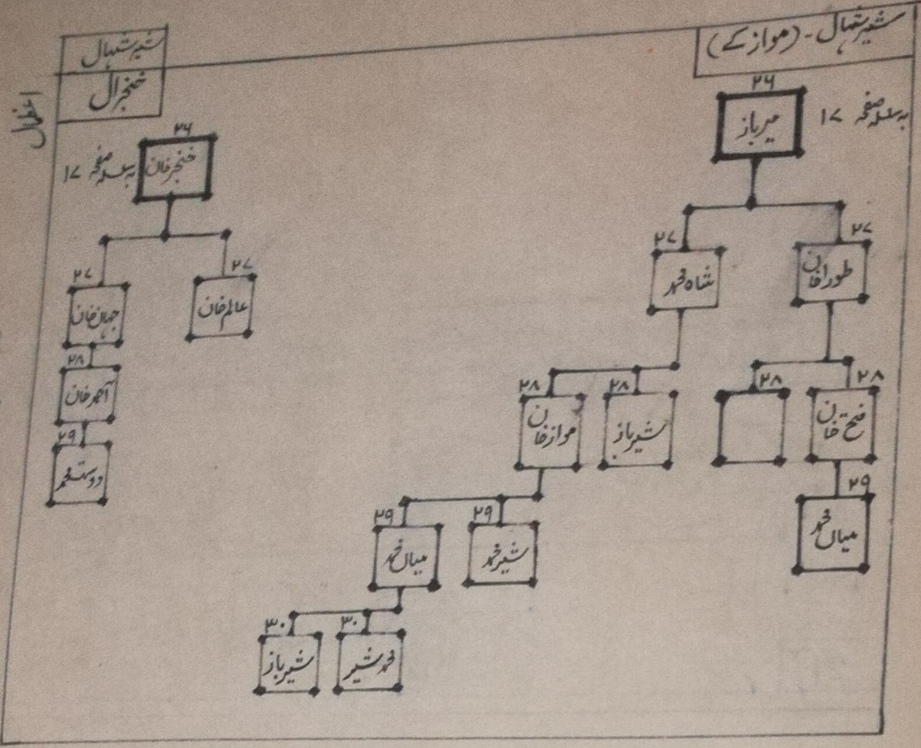
ستیر شہال - (مواز کے)
ستیر شہال
خنجرال
۲۶ میرباز بہ سلسلہ صفحہ ۱۷
۲۷ طوراخان
۲۷ شاہ محمد
۲۸ فتح خان
۲۸
۲۸ شیرباز
۲۸ موازخان
۲۹ میاں محمد
۲۹ شیر محمد
۲۹ میاں محمد
۳۰ محمد شیر
۳۰ شیرباز
۲۶ خنجرخان بہ سلسلہ صفحہ ۱۷
۲۷ عالم خان
۲۷ جہان خان
۲۸ آحمد خان
۲۹ دوست محمد

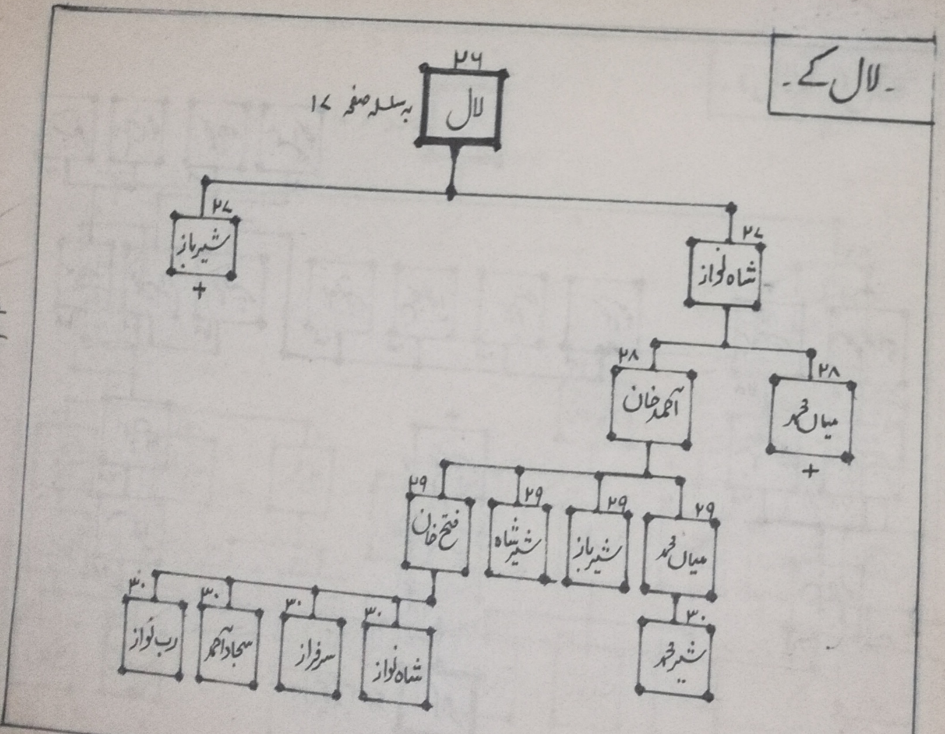
لال کے۔
۲۶ لال بہ سلسلہ صفحہ ۱۷
۲۷ شیرباز +
۲۷ شاہ نواز
۲۸ میاں محمد +
۲۸ آحمد خان
۲۹ میاں محمد
۲۹ شیرباز
۲۹ شیرشاہ
۲۹ فتح خان
۳۰ شیر محمد
۳۰ شاہ نواز
۳۰ سرفراز
۳۰ سجاد احمد
۳۰ رب نواز

کمال کے

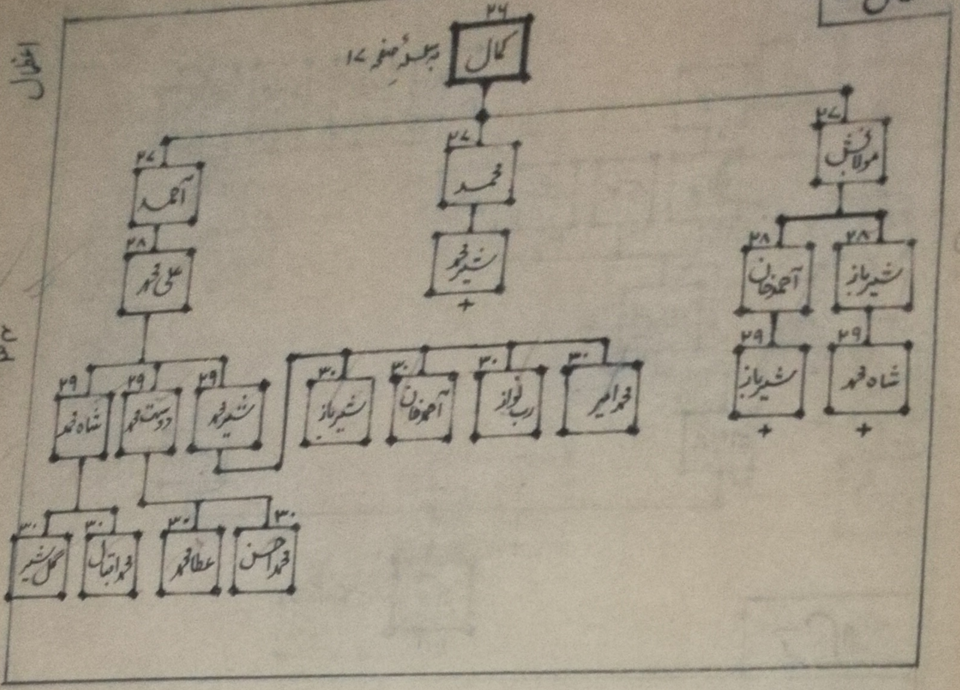

گلنال (گرنال)۔

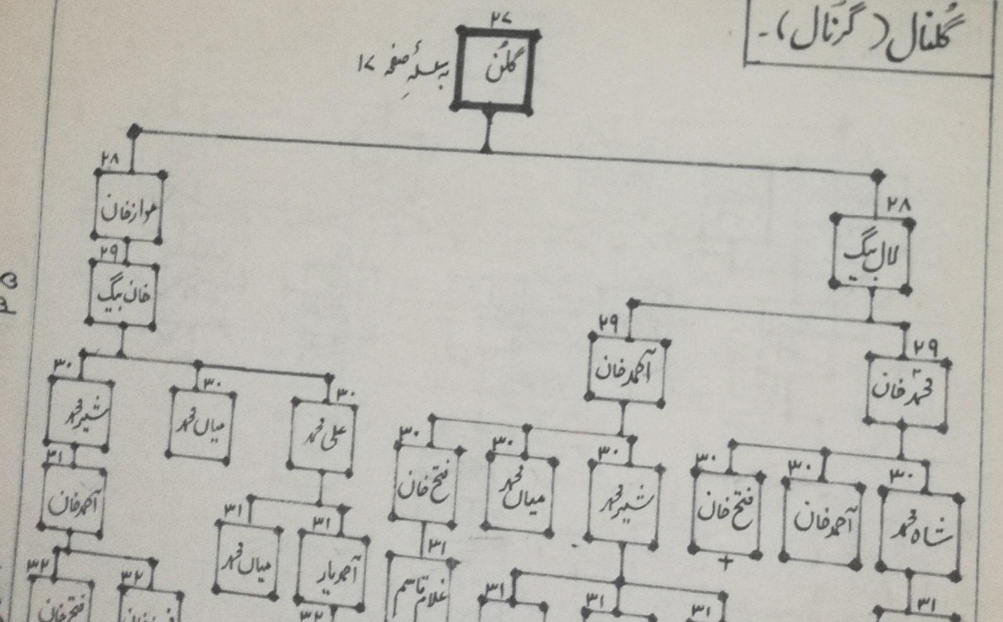

سلطان کے عرف پھلپال

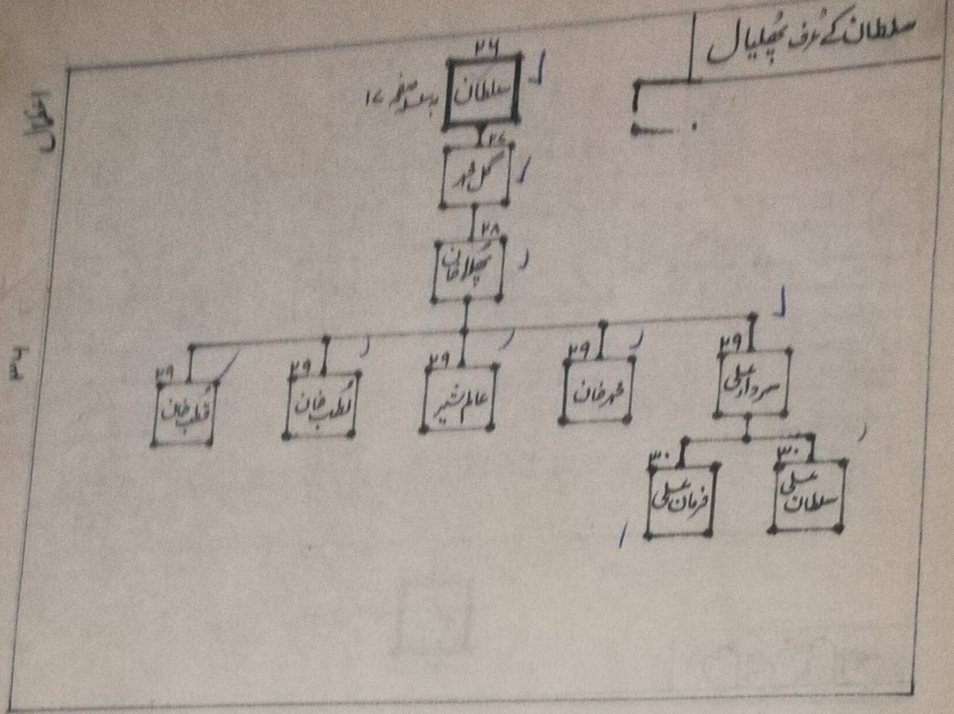

اللہ یار ال

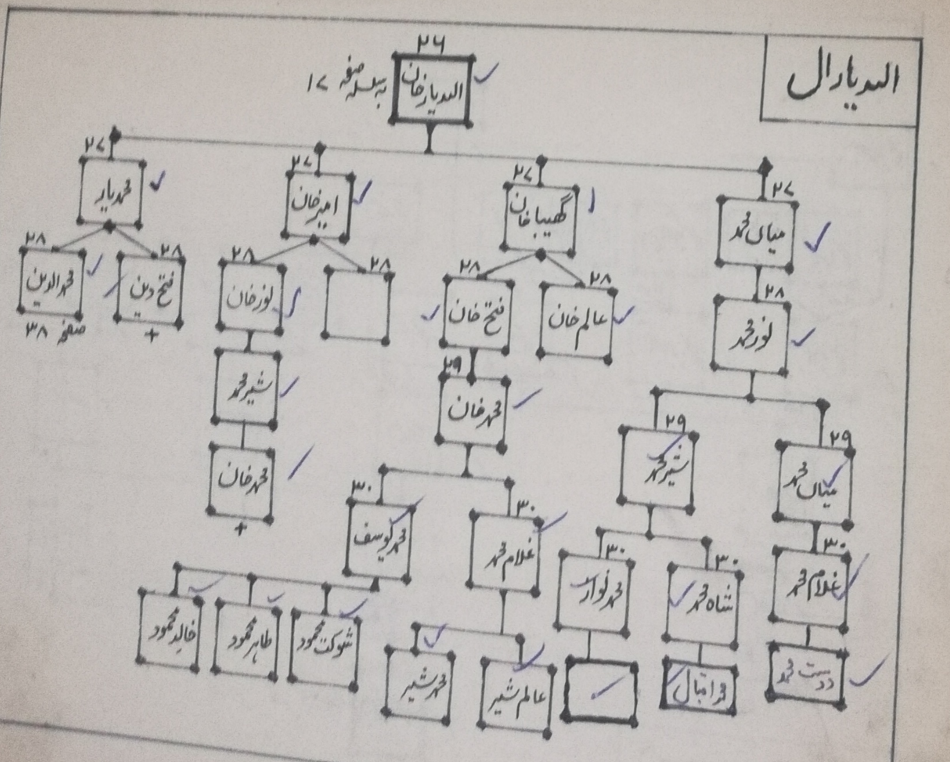

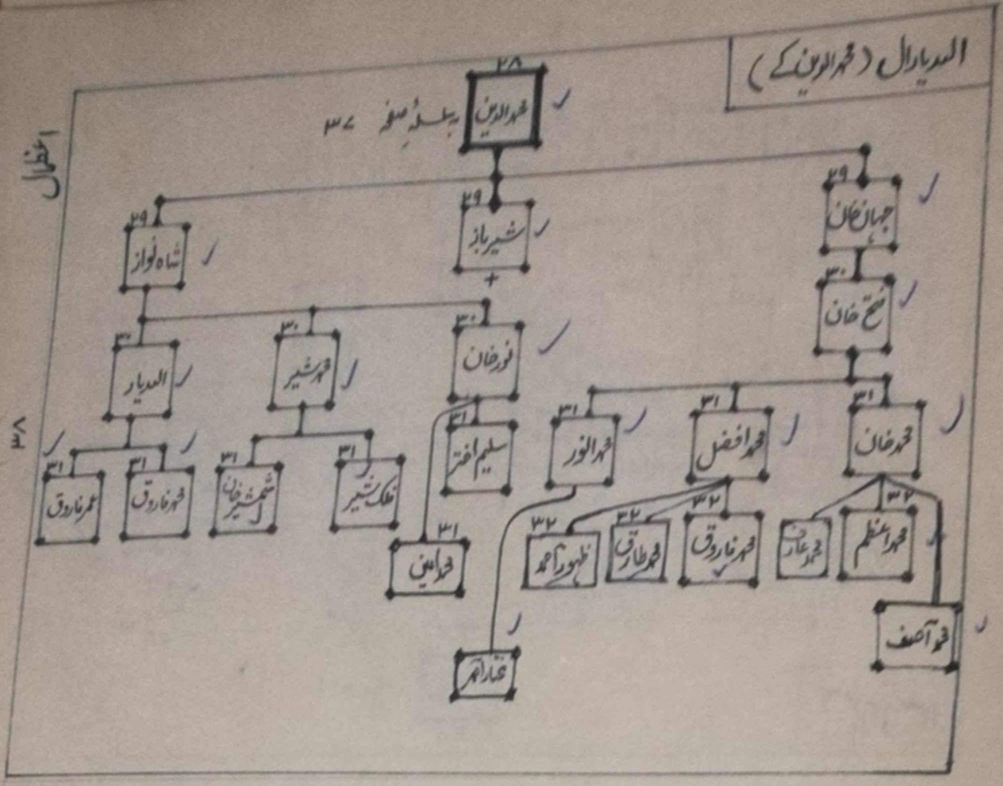
الدیارال (محمدالدین کے)
اعظمال
محمدالدین
بسلسلہ صفحہ ۳۷
جہان خان
شیرباز
شاہ نواز
فتح خان
نورخان
محمدشیر
اللہ دیار
محمدخان
محمدافضل
محمدانور
سلیم اختر
فلک شیر
شمشیرخان
محمدفاروق
عمرفاروق
محمداعظم
محمدعارف
محمدفاروق
محمدطارق
ظہوراحمد
محمدامین
محمدآصف
عنداحمد

عظمتال

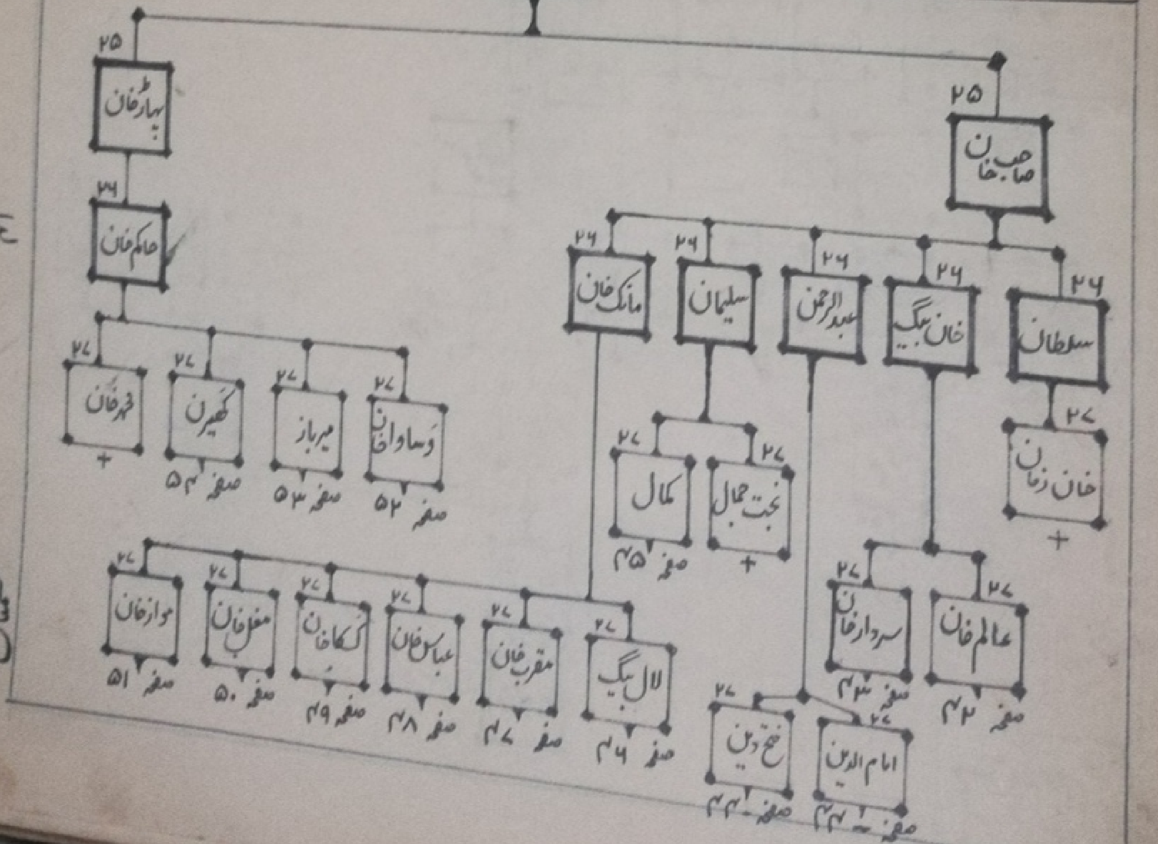

۲۴ عظمت خان بہ سلسلہ صفحہ ۱۶
۲۵ بہادر خان
۲۵ صاحب خان
۲۶ حاکم خان
۲۷ قہر خان +
۲۷ کھیرن صفحہ ۵۴
۲۷ میرباز صفحہ ۵۳
۲۷ وساوا خان صفحہ ۵۲
۲۶ سلطان
۲۶ خان بیگ
۲۶ عبدالرحمن
۲۶ سلیمان
۲۶ مانک خان
۲۷ خان زمان +
۲۷ بخت جمال +
۲۷ کمال صفحہ ۴۵
۲۷ عالم خان صفحہ ۴۲
۲۷ سردار خان صفحہ ۴۳
۲۷ امام الدین صفحہ ۴۴
۲۷ فتح دین صفحہ ۴۴
۲۷ لال بیگ صفحہ ۴۶
۲۷ مقرب خان صفحہ ۴۷
۲۷ عباس خان صفحہ ۴۸
۲۷ اکا خان صفحہ ۴۹
۲۷ مغل خان صفحہ ۵۰
۲۷ نواز خان صفحہ ۵۱

نور دین کے

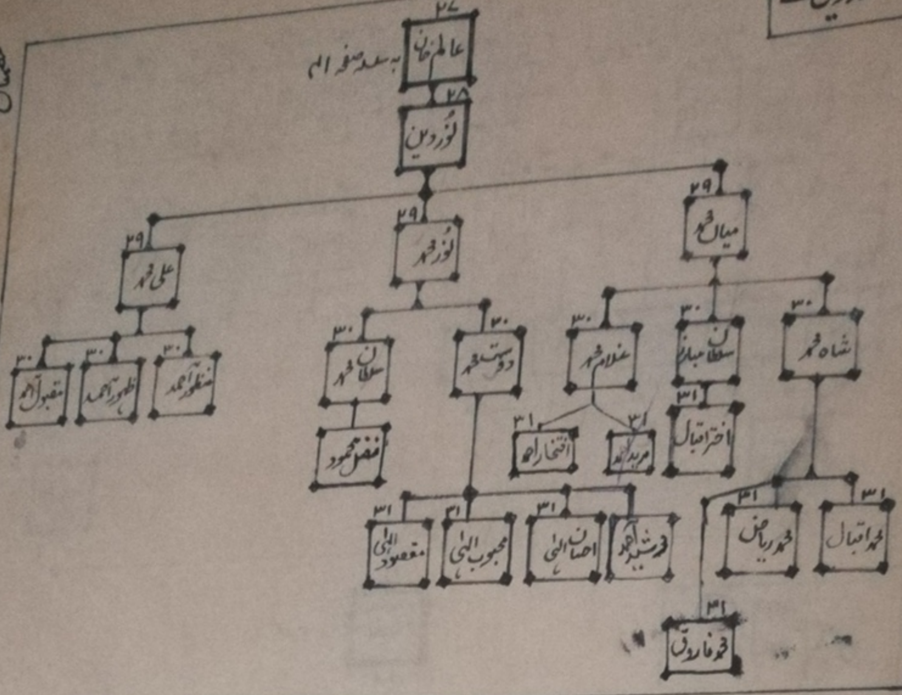

خان بیگال
سردار کے

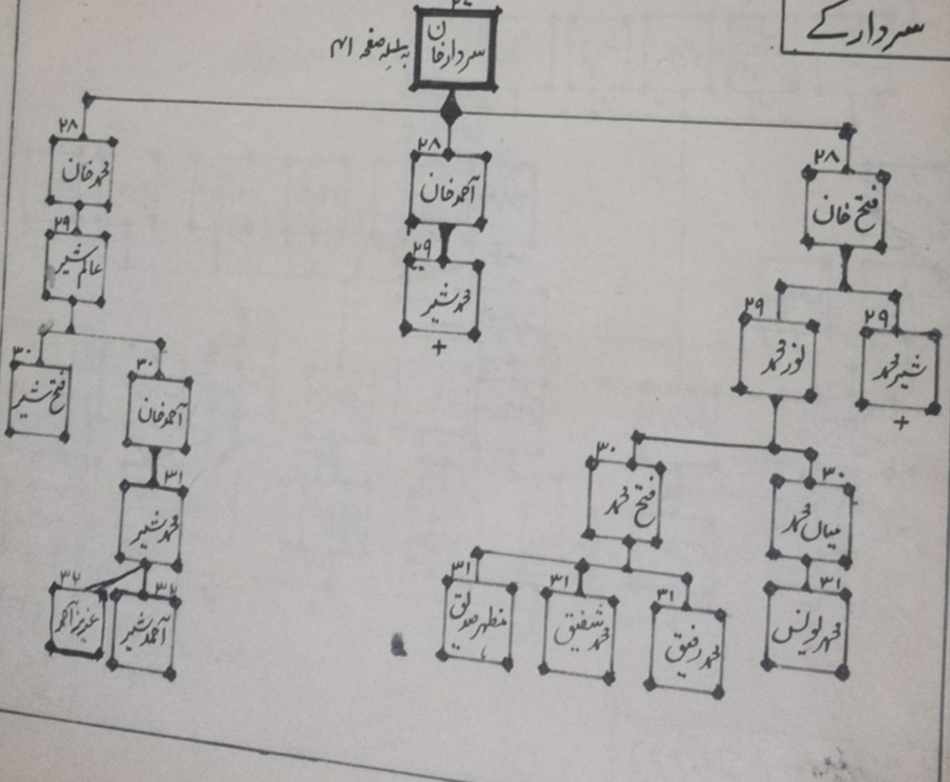

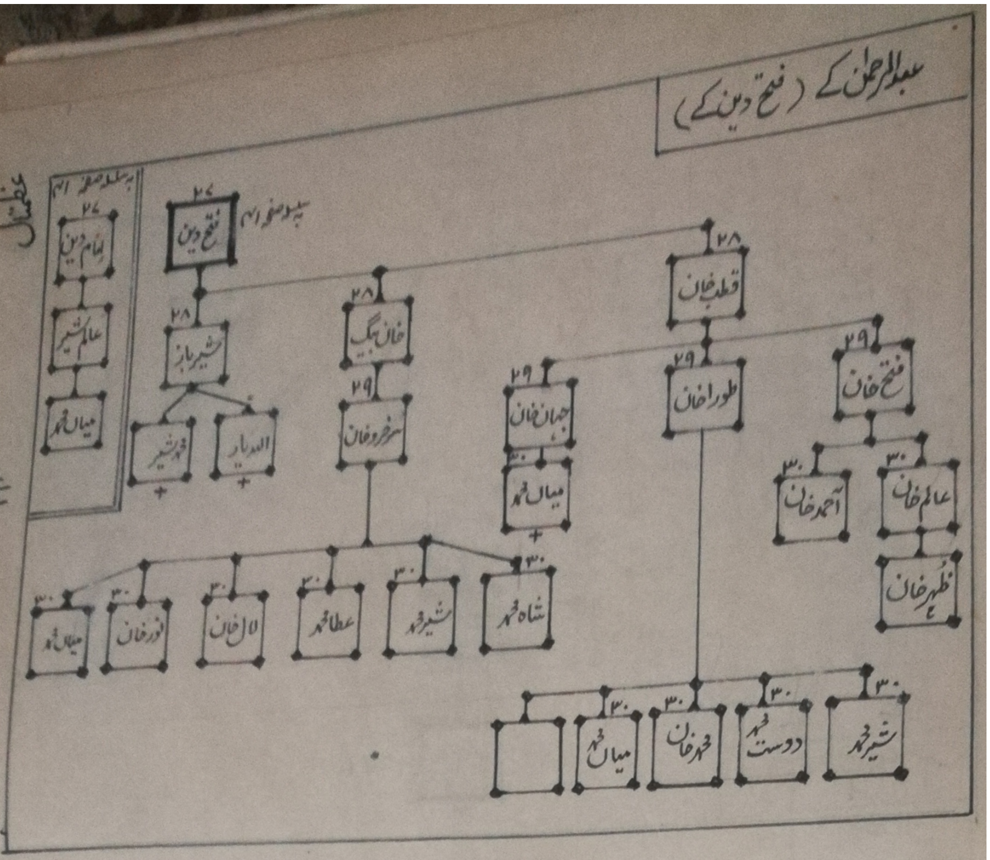
سیدالرحمٰن کے (فتح دین کے)
بہ سلسلہ صفحہ ۴۱
۲۷ امام دین
عالم شیر
میاں محمد
۲۷ فتح دین
بہ سلسلہ صفحہ ۴۱
۲۸ شیر باز
الدیار
محمد شیر
۲۸ خان بیگ
۲۹ سرفروخان
۲۸ قطب خان
۲۹ جہان خان
۳۰ میاں محمد
۲۹ طوراخان
۲۹ فتح خان
۳۰ عالم خان
۳۰ احمد خان
ظہرخان
۳۰ شاہ محمد
۳۰ شیر محمد
۳۰ عطا محمد
۳۰ لال خان
۳۰ نور خان
۳۰ میاں محمد
۳۰ شیر محمد
۳۰ دوست محمد
۳۰ محمد خان
۳۰ میاں محمد

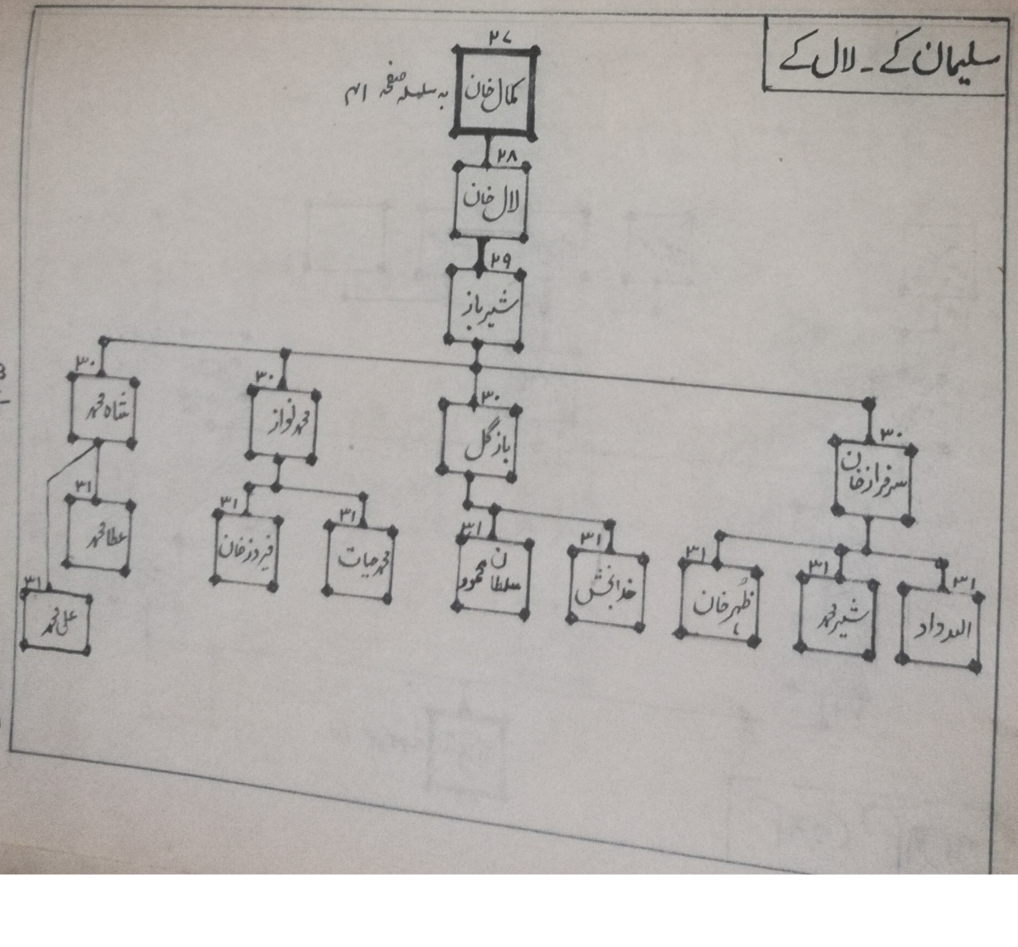
سلیمان کے - لال کے
۲۷ کمال خان
بہ سلسلہ صفحہ ۴۱
۲۸ لال خان
۲۹ شیر باز
۳۰ شاہ محمد
۳۰ محمد نواز
۳۰ باز گل
۳۰ سرفراز خان
۳۱ عطا محمد
۳۱ علی محمد
۳۱ فیروز خان
۳۱ محمد حیات
۳۱ سلطان محمود
۳۱ خدا بخش
۳۱ ظہر خان
۳۱ شیر محمد
۳۱ اللہ داد

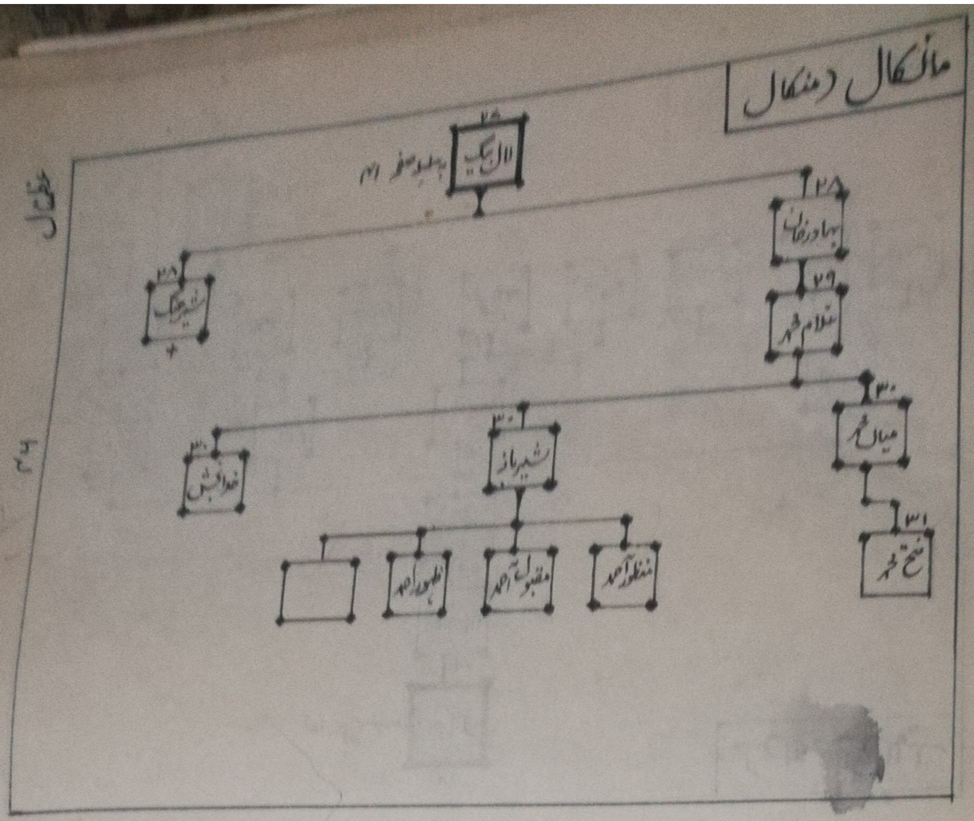
مانکال دمنکال
۲۷ لال بیگ
بسلسلہ صفحہ ۴۱
۲۸ بہادر خان
۲۸ شیر بیگ
۲۹ غلام محمد
۳۰ میاں محمد
۳۰ شیرباز
۳۰ خدا بخش
۳۱ فتح محمد
منظور احمد
مقبول احمد
ظہور احمد

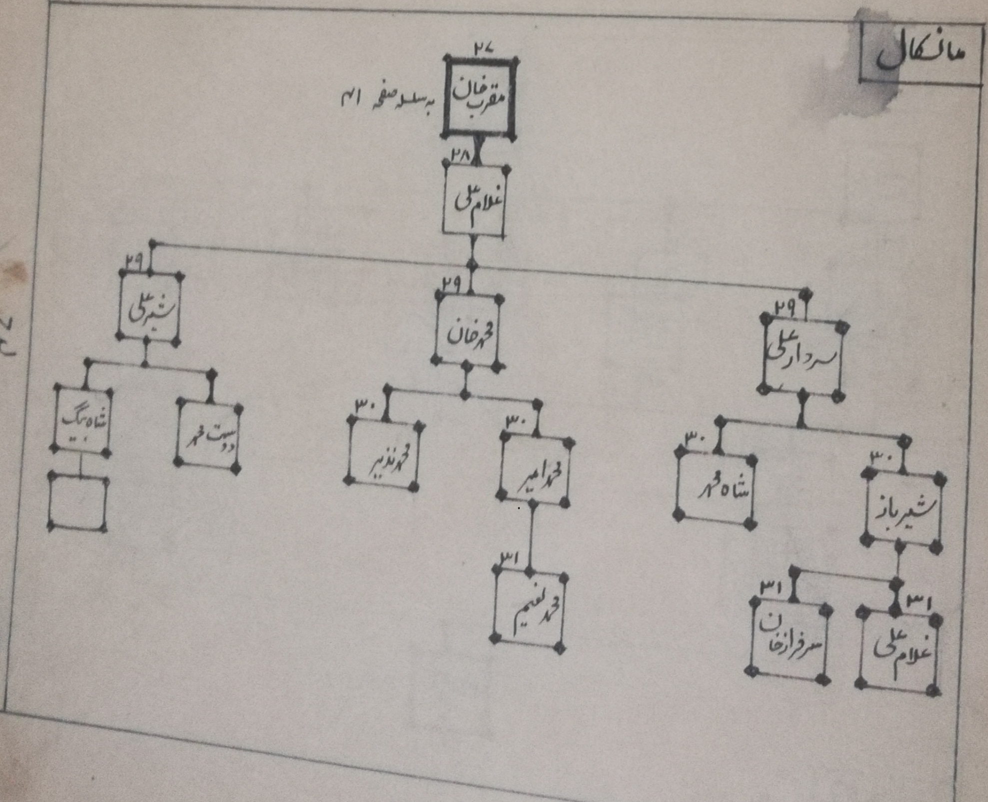
مانکال
۲۷ مقرب خان
بسلسلہ صفحہ ۴۱
۲۸ غلام علی
۲۹ سردار علی
۲۹ محمد خان
۲۹ شبیر علی
۳۰ شیرباز
۳۰ شاہ محمد
۳۰ محمد امیر
۳۰ محمد نذیر
دوست محمد
شاہ بیگ
۳۱ غلام علی
۳۱ سرفراز خان
۳۱ محمد نعیم

"علوی"، "بنی عون" و "قطب شاہی اعوان" قبیلہ کے شجرہ نسب کا تقابلی جائزہ

کتاب نسب قریش عربی (156ھ-236ھ) لابی عبداللہ المصعب صفحہ 77	کتاب المعقبین عربی (214ھ-277ھ) ابی الحسن یحییٰ ص 101	جمہرۃ الانساب العرب عربی (384ھ) لابی محمد علی بن احمد صفحہ 59	تہذیب الانساب ونہایۃ الانساب عربی 449ھ ابی الحسن محمد ص 74-273	منتقلۃ الطالبیہ عربی 471ھ۔ابی اسماعیل ابراہیم طباطبا ص 303,352	المنتخب فی نسب قریش و خیار العرب عربی (656ھ) ابی عبداللہ بن عیسیٰ صفحہ 26	منبع الانساب فارسی (830ھ) سیّد معین الحق جھونسوی ص (103)363	بحر الانساب عربی (900 ہجری) تالیف السید محمد بن احمد صفحہ 245	**ادارہ تحقیق الاعوان پاکستان کی کتب میں شائع شدہ شجرہ نسب**
ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب	ابی طالب
علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی المرتضیٰ	علی	حضرت علیؓ
محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	محمد بن الحنفیہ	محمد بن الحنفیہ	محمد[حنفیہ]	محمد[حنفیہ]	محمد الاکبر[محمد حنفیہ]	ابوالقاسم محمد حنیف	محمد بن الحنفیہ	محمد الاکبر (محمد حنفیہ)
علی	علی	علی	علی	علی	علی	علی عبدالمنان	علی برغوث	علی عبدالمنان
عون	عون	عون	عون	عون	عون	عون عرف قطب غازی	عون	عون عرف قطب غازی
محمد[اسھل]	محمد		محمد اشھل	محمد اشھل	محمد[اسھل]	محمد آصف غازی	محمد	محمد آصف غازی
"بنی عون"			علی	علی	قبیلہ "بنی عون"	شاہ علی غازی	علی	شاہ علی غازی
			محمد[غازی]،احمد[غازی]	محمد،احمد،الحسین،عیسیٰ		شاہ محمد غازی	محمد،احمد،الحسین،عیسیٰ،الحسن،علی	شاہ محمد غازی
						طیب غازی		طیب غازی
						طاہر غازی		طاہر غازی

عطاءاللہ غازی   عطاءاللہ غازی

مندرجہ بالا شجرہ نسب کی وضاحت اور حوالہ جاتی کتب کے لیے رابطہ فرمائیں۔محمد کریم اعوان 0312-9206639

سالار قطب حیدر شاہ غازی علوی [قطب شاہ]   سالار سیف الدین غازی   سالار ساہو غازی

سالار مسعود غازی شہید

عبداللہ گولڑہ   محمد شاہ کنڈان   مزمل علی کلگان   جہاں شاہ   زمان علی کھوکھر   بہادر علی طوری   نجف علی جاجی   نادر علی صدت   فتح علی اوضبک   محمد علی   کرم علی

وضاحت: دوسری صدی ہجری کی کتاب نسب قریش عربی اور ساتویں صدی ہجری کی کتاب المنتخب فی نسب قریش وخیار العرب سے یہ تصدیق ہوتا ہے کہ عون بن علی بن محمد حنفیہ بن حضرت علیؓ کے نام کی نسبت سے یہ قبیلہ "بنی عون" کہلاتا تھا اور منبع الانساب فارسی 830ھ سے یہ بھی تصدیق ہوا کہ اسی عون کا عرف قطب غازی تھا جس کی وجہ سے ان کی اولاد قطب شاہی اعوان مشہور ہے۔عطاءاللہ غازی کے تین فرزند سالار ساہو غازی، سالار قطب حیدر شاہ غازی المعروف قطب شاہ ثانی و سالار سیف الدین غازی تھے۔قطب حیدر شاہ غازی علوی المعروف قطب شاہ [ثانی] کے گیارہ، بارہ اور چودہ فرزند قدیم شجرہ ہائے نسب وغیرہ میں عبداللہ گولڑہ، محمد شاہ کندلان، مزمل علی کلگان، زمان علی، دریتیم جہاں شاہ، نادر علی صدت، بہادر علی طوری، نجف علی جاجی، فتح علی اوضبک، قسمت، عرب سلیمان وغیرہ ۔ریکارڈ مولوی ملنگ علی مرحوم کفانوالہ چکوال، ریکارڈ سید محمد شاہ کوڑی سیداں مظفر آباد، بحر الجمان، تاریخ حیدری، تحقیق الاعوان، تاریخ علوی اعوان، نسب الصالحین، حقیقت الاعوان، اعوان اور اعوان کوتیں، تحقیق الانساب، تاریخ قطب شاہی علوی اعوان، سوانحیات حضرت قطب حیدر شاہ علوی، مختصر تاریخ علوی اعوان معہ ڈائریکٹری، اعوان شخصیات ہزارہ، حضرت بابا سجاول علوی قادریؒ تاریخ کے آئینے میں، رحیل کارواں کے علاوہ درجنوں کتب میں درج ہیں گلوسری آف ٹرائبز میں گولڑہ، کندلان ہکلگان، جہاں شاہ، کھوکھر، چوہان، جاجی وطوری بھی درج ہیں اور یہ بھی درج ہے کہ قطب شاہ [شاہی] سلطان محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ ہندوستان آئے۔مندرجہ بالا کتب اور قدیم شجرہ ہائے نسب سے یہ تصدیق ہوا کہ عون بن علی بن محمد حنفیہ کے نام کی نسبت سے یہ قبیلہ "بنی عون" مشہور ہوا عون کی جمع اعوان ہے اور برصغیر پاک و ہند میں یہ عون کے نام کی وجہ سے "اعوان" اور عون کے عرف قطب غازی کی شہرت کی وجہ سے قطب شاہی کہلایا۔اور لباب الانساب عربی 565ھ کے صفحہ 727 کے مطابق الحسین، القاسم، منصور، حمزہ، عبدالمالک ابنان علی بن حسین بن شاہ علی غازی بن محمد آصف غازی بن عون عرف قطب غازی (عون قطب شاہ) بن علی عبدالمنان بن حضرت محمد حنفیہ سلطنت غزنویہ کے ساتھ منسلک ہوا درج ہیں۔خواہش مند حضرات ان کتب کی pdf مفت اپنا واٹس ایپ نمبر بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔